کشمیر اسمبلی

سے

نیشنل کانفرنس پارٹی

نے

استعفی کیوں دیئے؟

از

شعبۂ نشر و اشاعت آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس

اسمبلی سے استعفے کیوں دئے؟ یہ ایک عام سوال ہے. جو اکثر اوقات حالات سے بے خبر لوگوں کی طرف سے نیشنل کانفرنس پارٹی کے ممبران پر کیا جاتا ہے.

ممبران اسمبلی کے فرائض

اسمبلی میں عوام کی ترجمانی منتخب ممبران کا پہلا فرض ہے. اور حکومت جب رائے عامہ کی پروا نہ کرے. تو اس کے خلاف احتجاج کی آواز بلند کرنے کے مختلف مدارج ہیں جو آئین اور جمہوری اداروں میں رائج ہیں. قوم کی ترجمانی کا سیدھا طریقہ سوالات و تجاویز ہیں. مگر جب سوالات اور تجاویز سے کام نہ چلے. تو تحریک ہائے تخفیف و تحریک ہائے التوا پیش ہوتی ہیں جب یہ بھی بے اثر رہیں، تو جمہوری آئین واک اوٹ یعنی ایوان سے عارضی ہجرت کا راستہ بتلاتا ہے. مگر جب برسر اقتدار عنصر (حکومت) اس قدر چکنا گھڑا واقع ہوا ہو. کہ واک آوٹ بھی اُسے متاثر نہ کر سکیں. تو اس صورت میں حقیقی معنوں میں نمائندگی کرنیوالی جماعت کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا. کہ وہ استعفے دیکر اور اسمبلی کی نشستوں کو ٹھکرا کر باہر چلی آئے. اور متنازعہ فیہ مسائل کی نسبت ملک کی رائے عامہ سے استصواب کرے. (جو جمہوری اصول کے مطابق فیصلے کا سب سے بڑا اور آخری منبع ہے) اور جدید انتخاب کے ذریعہ فیصلہ حاصل کرے.

نیشنل کانفرنس پارٹی نے بھی مندرجہ بالا آئینی اصولوں کے مطابق احتجاجی فرائض انجام دیتے ہوئے استعفے دئے ہیں. مگر حکومت اور بعض خود غرض طبقوں

کی کوشش ہے۔ کہ وہ جھوٹے اور فرضی افسانے تراش کر کانفرنس پارٹی کے
استعفوں کو فرقہ وارانہ جذبات پر مبنی ثابت کریں۔ اور حکومت کی جو ناجائز کاروائیاں
اس اہم اقدام کا سبب ہیں۔ ان پر پردہ ڈالیں۔ اس لئے موزوں معلوم ہوتا ہے
کہ اس مضمون میں آگاہی عامہ کے لئے وہ باتیں بیان کر دی جائیں جو کشمیر اسمبلی سے کانفرنس
پارٹی کے مستعفی ہونے کا سبب ہیں۔ تاکہ حکومت اور خود غرضوں کی پھیلائی ہوئی غلط
فہمیوں سے دھوکہ کھا کر کوئی شخص گمراہ نہ ہو۔

اسمبلی بنانے کا مقصد

کشمیر اسمبلی مانگنے سے رعایا کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس ملک کے باشندوں کی رائے نظام حکومت چلانے میں
دخیل اور شریک کار ہو جائے۔ اور ہز ہائینس مہاراجہ بہادر نے بھی جہانتک موصوف
کے اعلانات میں ظاہر کردہ نیک خواہشات کا تعلق ہے۔ اسمبلی کے قیام کو "نظام
حکومت میں نمائندگان عوام کی شرکت" کے مترادف قرار دیا ہے۔ مگر ابتدا سے
ہی کشمیر اسمبلی کی ہیئت ترکیبی اس کا آئین اساسی اور اس کے ارکان کے دائرہ
اختیارات کی تحدید وغیرہ ایسی کمزوریاں اور خامیاں اسمبلی کی بناوٹ میں ہی شامل
کر دی گئی ہیں جن کی وجہ سے یہ پارلیمانی ادارہ راعی اور رعایا کے مطلوب و مرغوب
اشتراک عمل کے مقصد کو پورا کرنے سے قاصر رہا۔

قواعد اسمبلی کا اپریشن

توقع تھی۔ کہ وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ یہ نقائص دور کئے جائیں گے۔ اور کشمیر اسمبلی ترقی کر کے اس

ملک میں ذمہ دار اور با اختیار جمہوری ایوان بن جائے گی لیکن بدقسمتی سے ریاست
کی موجودہ وزارت نے جب اختیارات کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی۔ تو رعایا کی
شرکت کو اپنے مقاصد خصوصی کے منافی سمجھا۔ اور اسمبلی میں رائے عامہ کے ترجمان
منتخب ممبروں کی ہر کوشش کو ناکام بنانے اور ان کی آواز کو ہر ممکن طریقہ سے دبانے
کا تہیہ کر لیا۔ اور اس راستہ میں جہاں کہیں موجودہ وزارت کو دقت پیش آئی
تو اس نے رائے عامہ کے سامنے سر جھکانے کی بجائے اسمبلی کے قواعد کو ہی توڑ
مروڑ کر جمہوری آئین کی شکل مسخ کرنی شروع کی۔ اور آہستہ آہستہ وزیر اعظم
نے (جس کے اختیارات اور حقوق ایوان اسمبلی میں جمہوری آئین کی رُو سے کسی دوسرے
ممبر سے زیادہ نہیں ہونے چاہئیے تھے) یہ ڈکٹیٹرانہ اختیارات بھی اپنے ہاتھ میں
لے لئے۔ کہ اسمبلی کے باقی ارکان کے سوالات تجاویز اور مسودہ ہائے قانون اس
کے رحم و کرم پر منحصر ہوں گے۔ اسے اختیار ہوگا۔ کہ وہ جس چیز کو چاہے پیش
ہونے دے۔ اور جس چیز کو چاہے۔ ایوان کے سامنے آنے سے روک دے۔
اس قسم کی اور بھی تبدیلیاں کر کے کشمیر اسمبلی کے ممبروں خاص کر منتخب ممبروں
کے حقوق پر ایک کاری ضرب لگائی گئی۔ اور اُن کی پوزیشن وزیر اعظم کے
سامنے اس کے ماتحتوں کی سی رہ گئی جن کی ہر بات میں کانٹ چھانٹ روک ٹوک
اور محاسبہ کا حق وزیر اعظم کو حاصل ہے۔ یہ پہلی وجہ ہے۔ جس کو پیش نظر رکھ کر نیشنل
کانفرنس پارٹی اور آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس نے یہ دیانت دارانہ فیصلہ کیا

کہ اسمبلی سے مستعفی ہو کر حکومت کے رویہ کو اور موجودہ اسمبلی کے کھوکھلاپن کو ملک کے عوام پر واضح کیا جائے۔

پاس شدہ قوانین و تجاویز کا انجام

اسمبلی سے مستعفی ہونے کے لئے جو چیز دوسرا سبب بنی۔ وہ موجودہ وزارت کی غیر آئینی کارروائیاں ہیں۔ اسمبلی کے جمہوری آئین کے مطابق اگر کوئی بات اسمبلی کے حزب مخالف (اپوزیشن) کے باہمی مشورہ اور سمجھوتہ سے پاس ہو جائے۔ تو وزارت کا قانونی و اخلاقی فرض ہوتا ہے۔ کہ اس کو بغیر کسی ترمیم و تغیر کے نافذ کرے۔ اور عمل میں لائے۔ مگر جموں و کشمیر کی وزارت نے بہت سے موقعوں پر جہاں کثرت رائے سے پاس شدہ تجاویز پر خط تنسیخ کھینچا۔ وہاں قانون کا بجز الٰی ایسے باتفاق رائے اور باہمی سمجھوتہ سے پاس شدہ قانون میں بھی قطع و برید کر کے اسکو پہلی حالت سے بھی بدتر اور نقصان رساں بنا دیا۔ اور اس طرح عوام کی ان تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ جو انہوں نے اپنی بھلائی کی نسبت اسمبلی سے وابستہ کر رکھی تھی۔

قانون اسلحہ

ہمارے ممبروں کے استعفے کی بنیاد ایک اور اہم ترین چیز پر بھی ہے۔ وہ ہے حکومت جموں و کشمیر کا پاس کردہ قانون اسلحہ جس میں حکومت نے ایک نہایت فضول دفعہ اس مفہوم کی درج کی ہے۔ کہ جموں و کشمیر میں جہاں تمام مسلمان۔ ہندو سکھ اور دوسرے فرقے ہتھیار رکھنے میں

لائسنس کی سخت شرائط کے پابند ہوں گے۔ اور معمولی خلاف ورزیوں پر شدید سزا کے مستحق ہوں گے۔ وہاں اس ریاست کے ہندو راجپوت فی گھر ایک ایک آتشی ہتھیار (بندوق پستول، توپ، بم وغیرہ سبھی قانون مذکور میں آتشی ہتھیار کی تعریف میں شامل کئے گئے ہیں۔) معہ گولی بارود بغیر کسی لائسنس کے رکھ سکیں گے اس قانون میں جنبہ داری۔ بے انصافی۔ اور بے جا امتیاز فرقوں کی تذلیل کی ایسی بدعت کو جنم دیا گیا ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی۔ نیشنل کانفرنس نے اس برائی کو روکنے کے لئے اسمبلی کے اندر اور باہر جب تمام کوششیں کر دیکھیں تو اسے آخری چارہ کار یہی نظر آیا۔ کہ سخت سے سخت احتجاج کے لئے اس مسئلہ پر بھی اسمبلی سے مستعفی ہونا ہی ضروری ہے۔

اتحاد شکن احکام

نیشنل کانفرنس اس امر پر یقین رکھتی ہے۔ کہ ریاست جموں وکشمیر کی نجات اور سیاسی ترقی کے انتہا تک پہنچنے کا واحد ذریعہ قومی وحدت ویگانگت ہے۔ اور جو چیز بھی اس وحدت کو توڑنے والی ہو۔ نیشنل کانفرنس کے نزدیک وہ قومی زندگی کے لئے زہر ہلاہل کا حکم رکھتی ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ حکومت جموں وکشمیر نے ملک میں مروجہ اردو رسم الخط کے ساتھ ساتھ دیوناگری رسم الخط کو بطور ذریعہ تعلیم رائج کرنے کا فیصلہ کر کے جب سکولوں میں ہر لڑکے کو یہ اختیار دیا۔ کہ وہ دو میں سے کسی ایک رسم الخط کو سیکھ لے۔ تو نیشنل کانفرنس نے اس تفرقہ پرداز حکم کے نتائج

پر غور کر کے اس کے زہریلے اثرات سے ملک کو بچانے کے لئے متعلقہ سرکاری احکام کی مخالفت کا اعلان کیا۔ اور قوم پر واضح کیا۔ کہ دو متوازی رسم الخطوں میں سے بعض طلباء کا ایک کو ذریعہ تعلیم بنانا اور بعض کا دوسرے کو سیکھنا آگے چل کر نہ صرف کاروباری اور دفتری مشکلات کا موجب ہوگا۔ بلکہ اس سے قوم ایسے دو حصوں میں بٹ جائیگی۔ جو کبھی ایک دوسرے سے مل نہ سکیں گے۔ اور یہ ابدی تفرقہ اور تعصب انکی ابدی غلامی کا سبب بن جائے گا۔ ہمیں افسوس ہے کہ لیگ کی جس پاکستانی سکیم کا نام سنکر ہمارے بعض اہل وطن گھبرا اٹھتے ہیں۔ وہی پاکستان تعلیمی حدود میں یہاں سرکاری طور پر قائم کیا جا رہا ہے اور یہ لوگ اسکو گلے لگانے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔ بہر صورت نیشنل کانفرنس نے اس خرابی کو روکنے کے لئے بھی جب اسمبلی کے اندر اور باہر اپنی تمام کوششوں کو بے بس پایا۔ تو یہی ضروری سمجھا۔ کہ اس مسئلہ پر بھی اسمبلی سے استعفی کی قربانی دی جائے۔

تعصب و تفرقہ کی ہمت افزائی

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے نیشنل کانفرنس باشندگان ریاست کے اتحاد کو نہایت قیمتی اور محبوب دولت سمجھتی ہے۔ اور اس اتحاد کے خلاف کسی چیز کا وجود برداشت نہیں کر سکتی۔ مگر نیشنل کانفرنس کے قائم ہوتے ہی حکومت جموں و کشمیر نے بالواسطہ اور بلاواسطہ کانفرنس کی اتحاد پرور کوششوں کے۔ ا[illegible]

حائل ہیں. کبھی موقعوں پر تو غیر ذمہ وار نظام حکومت نے کانفرنس کی اتحاد آموز کوششوں سے انکار کرنے کے لیے سرکاری کمیونک تک نکالے. اور ملکی حالات سے دلچسپی لینے والوں کو علم ہے. کہ آئے دن موجودہ حکومت کے بہت سے ذمہ وار افراد فرقہ وارانہ سیاسی انجمنوں کی پشت پناہی اور ہمت افزائی میں مصروف رہتے ہیں. تاکہ نیشنل کانفرنس کی کوششوں کا مقابلہ کیا جاسکے اور تعصب آمیز فرقہ وارانہ جذبات کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھ کر غیر ذمہ دار نظام حکومت کی زندگی درازی جاسکے. غرض کہ استعفےٰ کی وجوہات میں منجملہ دیگر اسباب کے حکومت کی یہ روش بھی ایک سبب ہے. جس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا نہایت ضروری تھا.

اختصار کے ساتھ یہ ہیں وہ قومی اہمیت کے مسائل جو اسمبلی سے نیشنل کانفرنس پارٹی کے استعفےٰ کا موجب ہوئے. امید ہے. کہ اس اعلان کے بعد کوئی شخص استعفوں کی وجوہ کی نسبت غلط فہمی میں نہیں رہے گا. البتہ جو لوگ دیدہ دانستہ گمراہی پھیلانے کے درپے ہوں ان کا کوئی علاج نہیں.

مجاہد منزل سرینگر
۲۲ راگست سنہ ۱۹۴۱

ناظم شعبہ نشر و اشاعت
آل جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس

حکیم غلام محی الدین کے اہتمام سے بردکار پریس سرینگر میں چھپ کر مجاہد منزل سے شائع ہوا